حوصلہ افزائی کی ہے۔اسے اطمینان ہے کہ وہ کچھ بھی ظلم کرلے 'مسلمان حکومتیں آواز تک نہیں اٹھائیں گی ' اور مغربی دنیا تو مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے میں شریک و حلیف ہے ہی۔ (چیچنیا میں بھی یہی شکایت ہے کہ اتنی دیر کیوں لگ رہی ہے)۔بھارت کو اطمینان ملا ہے (اگر کچھ کم تھا) کہ وہ کشمیر میں کچھ بھی کرلے ' انسانی حقوق کے علمبردار عملاً کچھ نہیں کریں گے۔اسرائیل کو تو پہلے ہی سے اندازہ ہے۔

افسوس ہے تو مسلمان حکمرانوں پر۔وہ جس امریکہ کے آگے ہاتھ باندھے رہتے ہیں ' وہ کسی اعلیٰ مقصد کے لیے اپنے ایک فوجی کی جان کا نقصان برداشت نہیں کرسکتا۔اس کی قوت کی حقیقت دام ہے۔ امت کی بدنصیبی ہے کہ یہ حکمراں اپنی تقدیر اپنے ہاتھ میں لینے کے بجائے 'اس کمزور دشمن کے دباؤ کا شکار ہیں۔اور اس حد تک ہیں کہ اس کے مفادات پورا کرنے کے لیے ملک اور قوم و ملت کے مفادات داؤ پر لگانے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

حالانکہ ۸ ' ۱۰ بڑے ممالک ہی عزم اور ارادہ کے ساتھ اقدامات کریں تو مسلمانوں کو عزت و وقار نصیب ہوسکتا ہے اور ان کا خون اتنا ارزاں نہ رہے۔مغرب کے عیسائی ممالک مستقبل کے حوالے سے غور و فکر کرکے حکمت عملی ' غلط یا صحیح ' اپنا رہے ہیں۔امت مسلمہ کے حکمرانوں اور راہ نماؤں کو مسلمانوں کے مستقبل کے حوالے سے حکمت عملی اختیار کرنا چاہیے۔اگر حکمران مغرب کے تابع اور آلہ کار ہیں تو انھیں تبدیل کرنے کے لیے مسلمان عوام کو آگے آنا چاہیے۔

ملائیشیا ــــ مستقبل کے امکانات

حافظ محمد ادریس

ملائیشیا کی پارلیمنٹ کے حالیہ انتخابات (اپریل ۹۵) میں وزیراعظم مہاثر محمد اور ان کی پارٹی امنو (UMNO) ' یعنی یونائیٹڈ مالے نیشنل آرگنائزیشن نے نیشنل فرنٹ بناکر ' ۱۹۲ کے ہاؤس میں ۱۶۲ سیٹیں جیت لیں اور شاندار کامیابی حاصل کی ' جبکہ سابقہ پارلیمنٹ میں ان کے پاس ۱۸۰ میں سے ۱۲۷ نشستیں تھیں۔ادھر ' اپوزیشن کی سیٹیں ۵۳ کے مقابلے میں ۳۰ رہ گئی ہیں۔امنو کے ووٹوں کی تعداد ۵۳ سے بڑھ کر ۶۳ فیصد ہوگئی ہے ' اور سیٹوں کی تعداد ۷۱ سے بڑھ کر ۸۴ فی صد۔

ملائیشیا کے انتخابات اس لیے اہم ہیں کہ جنوب مشرقی ایشیا میں واقع یہ ملک ایشیا اور اسلامی ممالک میں ایک منفرد مقام کا حامل ہے۔اس میں شروع سے آج تک جمہوری حکومت قائم ہے۔اسے یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ برادر اسلامی ممالک میں یہی واحد ملک ہے جو صنعت و معیشت کے میدان میں ترقی یافتہ ممالک کا مقابلہ کرسکتا ہے۔باقی چند مسلم ممالک محض پیٹرو ڈالرز کی وجہ سے بہتر معاشی

حالات کا لطف اٹھا رہے ہیں، جبکہ پاکستان اور ترکی صنعتی و معاشی بحران کا شکار ہیں۔

ملائیشیا کی تقریباً دو کروڑ کی آبادی میں مسلم تناسب ۵۳ء۴ فیصد ہے جو سب ملائی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ باقی ۴۶ء۶ فیصد آبادی چینی، ہندی اور دیگر قومیتوں، اور مذہبی لحاظ سے بدھ، ہندو، کنفیوشس، تائی، عیسائی اور سکھ مذاہب پر مشتمل ہے۔ ملائیشیا ایک وفاقی ملک ہے۔ وفاق میں ۱۳ ریاستیں شامل ہیں۔ ملائیشیا استعمار سے مکمل طور پر ۱۹۵۷ میں آزاد ہوا۔ ملک کی منتخب پارلیمنٹ ہر پانچ سال بعد چنی جاتی ہے، جس کے لیے برطانوی طریق انتخاب، یعنی ایک حلقہ ایک ممبر کی بنیاد، رائج ہے۔

آبادی میں ملائی مسلمانوں کے کم تناسب کی وجہ سے، امنو نے آزادی کے وقت ہی ـــ سنگا پور کو الگ کر کے چینی پارٹیوں کے ساتھ اتحاد قائم کرنے کی حکمت عملی اختیار کی، اور ۱۹۵۷ سے وہی مسلسل بر سر اقتدار ہے۔ ۷۰ سالہ ڈاکٹر مہاتر محمد بھی ۱۹۸۱ سے بر سر اقتدار ہیں۔ انھوں نے جان میجر کی ملائیشیا آمد پر بوسنیا کے مسئلے پر مغرب کو کھری کھری سنا کر، اور ایک برطانوی اخبار کی جانب سے رشوت کا الزام لگائے جانے پر تجارتی معاہدے نہ کرنے کی پالیسی کا اعلان کر کے مسلم دنیا میں ایک مقام حاصل کر لیا ہے۔

ملائیشیا میں پارٹی کے اندر ہی پر امن انتقال اقتدار کی صحت مند روایات ہیں۔ گذشتہ برس سے مہاتر کے جانشین کے طور پر نائب وزیر اعظم انور ابراہیم کا نام لیا جا رہا ہے۔ انوار ابراہیم ایک طالب علم کے طور پر تحریک اسلامی کے ہونہار کارکن تھے۔ آبیم (ABIM) ملائیشیا کے اسلام پسند نوجوانوں کی نہایت منظم اور موثر تنظیم تھی۔ انوار کا ستارہ اسی پلیٹ فارم سے چمکا، اور جب وہ کسی قابل ہوئے تو انھوں نے ایک نئی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے، امنو میں شرکت کر لی، اور جلد نائب وزیر اعظم کے عہدہ پر پہنچ گئے۔ لیکن اب بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دونوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو چکے ہیں۔

نیشنل فرنٹ کی شاندار کامیابی اپنی جگہ، مگر اس میں شک نہیں کہ مہاتر کی حکومت نے مختلف قانونی اور عدالتی اقدامات سے اب انتخابات کو تقریباً یک طرفہ کھیل بنا دیا ہے۔ دوسری طرف حکمران ٹولے کے بہت سے ارکان بدعنوانی اور غیر اخلاقی حرکات کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ سرکاری وسائل اور خصوصاً ذرائع ابلاغ کا جانب دارانہ اور یک طرفہ استعمال بھی حکوت نے بے تحاشا کیا۔ حکمران طبقے کی بدعنوانیوں کے تذکرے جگہ جگہ ہو رہے تھے اور بعض افراد کے خلاف عدالتوں میں مقدمات بھی تھے۔ تاہم اپوزیشن اس صورت حال کو یا تو حکمت اور موثر منصوبہ بندی سے استعمال نہیں کر سکی، یا عام رائے دہندگان ترقی اور خوشحالی کے جادو سے اس قدر مسحور تھے کہ انھوں نے اس جانب سے بالکل آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔

بعض تبصرہ نگاروں کی یہ رائے کہ حالیہ انتخابی نتائج سے ملائیشیا کے عوام کا رجحان یک جماعتی نظام کے حق میں تبدیل ہو رہا ہے ' صحیح محسوس نہیں ہوتی۔ ملائیشیا اب تک مسلسل جمہوریت کے راستے پر چل رہا ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ اپوزیشن پارٹیاں کچھ مشترک امور پر آپس میں اتحاد کر لیں۔ اس کے علاوہ امنو کے اندر بھی مختلف فکری دھڑے موجود ہیں۔ دیر یا سویر ان کے درمیان اختلافات پیدا ہو سکتے ہیں اور یوں ایک سے دو یا زیادہ سیاسی پارٹیاں وجود میں آ سکتی ہیں۔ کسی وقت حمزہ رضا علی کی پارٹی ایس ۴۶ بھی امنو ہی سی الگ ہوئی تھی۔ چینی آبادی سے تعلق رکھنے والی سیاسی تنظیمیں مثلاً ملائیشین چائینیز ایسوسی ایشن ' جو اس وقت مہاتر کے ساتھ فرنٹ میں شامل ہیں ' کسی موقع پر اپنا راستہ الگ کر سکتی ہیں۔

اسلامک پارٹی ایسی جماعت ہے جس نے پارلیمنٹ میں اپنی ۷ نشستوں کی سابقہ پوزیشن بحال رکھی ہے۔ ان کے صدر ' استاذ فاضل نور نے قدح سٹیٹ اسمبلی میں اپنی نشست برقرار رکھی جبکہ پارٹی کے نائب صدر شیخ عبدالہادی اونگ ' ترنگانو سے پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلی میں بیک وقت کامیاب قرار پائے۔ حکمران پارٹی اسلامک پارٹی کے مضبوط قلعے ریاست کلنتان کو فتح کرنے میں ناکام رہی۔ یہاں کی ۴۳ ریاستی نشستوں میں اسلامک پارٹی نے ۲۴ اور اس کی اتحادی جماعت ایس ۴۶ نے ۱۱ پر کامیابی حاصل کر کے اپنی اکثریت بھی بحال رکھی۔ البتہ اس مضبوط قلعے میں حکمران فرنٹ نے اس مرتبہ شگاف ضرور ڈال دیا ہے۔ گذشتہ انتخابات میں انھیں یہاں سے پارلیمنٹ اور ریاست کی کسی سیٹ پر کامیابی نہیں ملی تھی۔ اس مرتبہ اس نے ریاست میں ۸ اور پارلیمنٹ میں یہاں کی ۱۴ نشستوں میں سے ۲ حاصل کر لی ہیں۔ فار ایسٹرن اکنامک ریویو نے ملائیشیا کے انتخابات کے بعد اپنی ۱۸ مئی کی اشاعت میں یہ انکشاف کیا ہے کہ کلنتان میں اسلامک پارٹی کی کامیابی سے حکومت خاصی پریشان ہے۔ اسلامک پارٹی کے خلاف ایک کیس تیار کیا جا رہا ہے ' جس میں اس پر الزام ہے کہ اس نے لوگوں کے مذہبی جذبات کو انتخابات میں برانگیخت کیا۔

ملائیشیا صنعتی و تجارتی میدان میں جس رفتار سے ترقی کر رہا ہے اسے دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ خطے کے دیگر صنعتی ممالک جاپان ' کوریا اور تائیوان کے لیے یہ ایک چیلنج بن جائے گا۔ کچھ بعید نہیں کہ یہ ان سب سے آگے نکل جائے۔ مہاتر کی شخصیت ' انور ابراہیم کے وزیر اعظم بننے کے امکانات ' ملائیشیا کی آبادی میں گہرے اسلامی اثرات ' مغرب میں تعلیم یافتہ طلبہ کی بھاری تعداد کی اسلامی تحریک میں شرکت ––– اور پھر ملائیشیا کا سیاسی استحکام اور معاشی ترقی ' یہ سب مستقبل کے لیے دلچسپ اور خوش آیند امکانات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔